إيقاظ النيام
لصلة الأرحام

ثابتہ ذالکرۃ استعاذہ کیا تہا یہ رحم اخص ارحام سے ہے اور یہ وہی ہے کہ بواسطہ ولادت کی
ہوتا ہی دوسرا درجہ یہ تہا کہ رحم شجنہ تہا رحمن سی یعنی ماخوذ از اسم ہی تیسرا
درجہ متعلق بالعرش کا ہی یہ اول و دوم سی درجہ مین کم ہے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ
کہتے ہین قاطع رحم جنت مین نجائی گا متفق علیہ حدیث ابن عمرو مین
فرمایا ہے واصل یعنی صلہ کرنے والا وہ نہین ہے جو عوض کری بلکہ واصل
وہی کہ جب اوسکا رحم قطع کیا جائی تو وہ اوسکو جوڑی رواہ البخاری
عوض سی یہ مراد ہی کہ اگر رشتہ دار ملتا ہی تو یہ بہی اوس سی ملتا ہے اور اگر وہ
نہین ملتا ہی تو یہ بہی اوس سی نہین ملتا سو اسکو یہ چاہیے کہ اگر وہ نملی تو بہی یہ
اوس سی ملے یہ سمجھے تب کہین یہ واصل ہوگا ابوہریرہ کہتے ہین ایک شخص نے
کہا ای رسول خدا میری رشتہ دار ہین مین اونسی ملتا ہون وہ مجھسی نہین ملتے
اور مین اونکی ساتہ احسان کرتا ہون اور وہ مجہسی بدسلوکی کرتے ہین مین
اونسی حلم کرتا ہون وہ میری ساتہ جہل کرتے ہین فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی ہے
جیسا کہ تو نے کہا تو گویا تو اونکی منہ مین راکہ ڈالتا ہے اور تیری ساتہ
طرف سی اللہ کی ہمیشہ ایک پشت پناہ رہیگا جبتک کہ تیرا یہ حال ہی رواہ مسلم
ثوبان نی رفعا کہا ہے لا یرد القدر الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر وان
الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ رواہ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم
یعنی دعا تقدیر کو پہیر دیتی ہی اگر دعا نہوتی تو وہ ہرگز نہ پہرتی اور نیکی عمر کو بڑہا دیتی

اگر نیکی نہوتی تو عمر نہ بڑہتی اور آدمی گناہ کرنی سے محروم الرزق ہوجاتا ہی ایک گناہ تو یہی ہے کہ قطع رحم کری اور محتاج ہوجائے اور نیکی یہی ہے کہ صلہ رحم کرے اور زیادہ جیئی اور دعا کرتا رہی جس سی بلائین آسمانی دور ہوتی رہین سلمان کا لفظ رفعاً یہ ہے لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب عبد الرحمن بن عوف سمعاً رفعاً کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے انا اللہ وانا الرحمن خلقت الرحم وشققت لہا من اسمی فمن وصلہا وصلتہ ومن قطعہا بتتہ ای قطعتہ رواہ ابو داؤد والترمذی وابن حبان یہ حدیث قدسی ہی اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ لفظ رحم کا نام مبارک رحمن سے نکلا ہی ولہذا اللہ کو اوسکے وصل و قطع کیطرف بغایت درجہ توجہ ہی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن منذری کہتے ہین کہ تصحیح مذکور مین نظر ہے حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی مین فرمایا ہی لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیہم قاطع رحم رواہ البیہقی یعنی جس کسی قوم کی اندر کوئی قاطع رحم ہوتا ہے اوس قوم پر اللہ کی رحمت نہین اوترتی اور حدیث ابی بکرہ مین کہا ہی ما من ذنب احری ان یعجل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الدنیا مع ما یدخر لہ فی الاخرۃ من البغی وقطیعۃ الرحم رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ وقال الترمذی حدیث حسن صحیح والحاکم وقال صحیح

الاسناد یعنی بغاوت و قطع رحم ایسا گناہ ہے کہ اسداوسکی عقوبت مین اسی
دنیا کی اندر شتابی کرتا ہے اور آخرت کی جزا تو علحدہ ہی ابوہریرہ رفعاً
کہتے ہین تعلموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم فان صلة الرحم محبة فی
الاهل مثراة فی المال منساة فی الاثر رواه الترمذی والمستدرک یعنی تم اپنا نسب معلوم کر لو
تاکہ صلہ رحم کر سکو یہ صلہ رحم محبت ہی گھر والون مین ثروت ہی مال مین تاخیر
اجل مین اس حدیث مین صلہ رحم کے تین فائدے بیان فرمائے ہر فائدہ بجائے
خود ایک نفع عظیم و غایت مراد ہر شخص ہے یعنی محبت ایک عزیز الوجود چیز ہے
اسیطرح آسودگی کہ ہر شخص دولتمند ہونا چاہتا ہے اسی طرح طول عمر کہ ہر کوئی اسکا
خواستگار ہی سو یہ سب مرادات ایک صلہ رحم کے طفیل مین میسر آسکتی ہین
منذری نے کہا مراد منساة فی الاثر سے زیادت فی العمر ہے انتہی اسکو طبرانی نے
بھی باسناد لاباس به حدیث علا ابن خارجہ سے روایت کیا ہی دوسرا
لفظ ابوہریرہ کا رفعاً یہ ہے من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلیصل رحمه
الحدیث رواه البخاری مختصراً اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحم علامت ایمان ہے اور
دلیل ایقان علی بن ابی طالب رفعاً کہتے ہین من سره ان یمد له فی عمره
ویوسع له فی رزقه ویدفع عنه میتة السوء فلیتق الله ولیصل رحمه
رواه عبدالله بن الامام احمد فی زوائده والبزار باسناد جید والحاکم
یعنی صلہ رحم سے عمر دراز ہوتی ہے اور رزق کی کشایش اور بری موت سے

بچا اور رہتا ہی یہ تین فائدی ہوئے پچھلا فائدہ سب سی بڑہکر ہی اسلئی کہ عقبا
خاتمہ کا ہی جب خاتمہ سو نہوا تو سب کام درست ہوگیا ختم اللہ لنا
بالحسنی ووقانا میتة السوء بمنہ وکرمہ آمین ابن عباس کا لفظ مرفوع
یہہ ہی مکتوب فی التوراة من احب ان یزاد فی عمرہ ویزاد فی رزقہ فلیصل رحمہ
رواہ البزار باسناد لا باس بہ والحاکم وصححہ انس کہتے ہین حضرت نے فرمایا ہی
ان الصدقة وصلة الرحم یزید اللہ بہما فی العمر ویدفع بہما میتة السوء ویدفع
بہما المکروہ والمحذور رواہ ابو یعلی یعنی صدقہ وصلہ رحم کرنی سے عمر
بڑہتی ہے بری موت دور ہوتی ہے مکروہ ومحذور دفع ہوتا ہے ابن
عباس کا لفظ رفعا یہ ہی کہ اللہ قوم سے گھرون کو آباد کرتا ہی اور مال کا
پہل دیتا ہی اور جب سی اونکو پیدا کیا ہی تب سی غصّے کی نظر سے طرف اونکی
نہین دیکھا پوچہا یہ کیونکر ہوتا ہے فرمایا صلہ رحم کرنی سے رواہ الطبرانی
باسناد حسن والحاکم ابو ہریرہ نے رفعا کہا ہے رحم شجنہ ہے
رحمان سے کہتا ہی ای رب مین قطع کیا گیا میری ساتھ برائی کی گئی مین مظلوم
ہوا رب جواب دیتا ہے کہ کیا تو اسپر راضی نہین ہے کہ مین وصل کرون اوس
جو تیرا وصل کرے اور قطع کرون اوسکو جو تیرا قاطع ہو رواہ احمد باسناد
جید قوی وابن حبان ام کلثوم بنت عقبہ کا لفظ رفعا یہ ہے
افضل الصدقة الصدقة علی ذی الرحم الکاشح رواہ الطبرانی وابن خزیمة والحاکم وقال صحیح علی شرط

کاشح سے مراد وہ ہی جو چھپے دشمنی رکہتا ہی یعنی جو صدقہ رشتہ دار دشمن کو دیا جاتا ہی وہ اجر مین سب صدقات سی افضل ہوتا ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہی تین چیزین ہین جس کسی شخص مین ہونگی اللہ اوسکا حساب آسان کریگا اور اوسکو اپنی رحمت سی بہشت مین لیجائیگا پوچہا کہ وہ کیا ہین فرمایا تعطی من حرمک وتصل من قطعک وتعفو عمن ظلمک فاذا فعلت ذلک یدخلک اللہ الجنۃ رواہ البزار والطبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی جو شخص تجہکو نہ دی تو اوسکو دیدے اور جو تجہسے توڑی تو اوس سے جوڑ اور جو تجہپر ظلم کری تو اوسکو معاف کر جب تو یہ تینون کام کریگا تو بہشت مین جاویگا سلف مین ایسے لوگ بہت تہی کہ خلف مین نایاب ہین مرزا مظہر جانجان نے اپنی قاتل کو خون بخشدیا تہا انتقام نہ لیا جسطرح کہ امام حسن علیہ السلام نی کیا تہا شعر ہم ہی تسلیم کی خو ڈالینگے بے نیازی تری عادت ہی سہی حق عائشہ رفعا کہتی ہین اسرع الخیر ثوابا البر والصلۃ واسرع الشر عقوبۃ البغی وقطیعۃ الرحم رواہ ابن ماجہ یعنی بر وصلہ کا اجر بہت جلد ملتا ہی جسطرح کہ بغی وقطع رحم کا عقاب بہت جلدی کرتا ہی حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے ان اعمال بنی آدم تعرض کل خمیس لیلۃ الجمعۃ فلا یقبل اعمال قاطع رحم رواہ احمد ورواتہ ثقات یعنی سب لوگون کے اعمال ہر شب جمعہ کو عرض کئی جاتی ہین قاطع رحم کا عمل قبول نہین ہوتا یہ بات کہ قاطع رحم داخل جنت نہوگا کئی حدیثون مین آئی ہے فصل بیان مین صلہ رحم والدین کے

ابوہریرہ کہتے ہین ایک مرد نی کہا ای رسول خدا من احق بحسن صحابتی قال امک
یعنی کون زیادہ مستحق ہے ساتھہ حسن صحبت کی جسکے ساتھہ مین اچھا برتاو کرون
فرمایا تیری مان پہر دوبارہ وسہ بارہ وستے یہی پوچہا ہر بار یہی فرمایا کہ تیری مان
جوتہے بار مین کہا کہ تیرا باپ پہر فرمایا ثم ادناک فادناک یعنی جو تجہسے زیادہ تر
قریب ہو یعنی رشتے مین متفق علیہ یہ حدیث دلیل ہی اسبات پر کہ سب سے
زیادہ استحقاق صلہ رحم کا مان باپ کو ہی پہر انمین مان مقدم ہے باپ پر بعدہ
وہ رشتہ دار ہین جو رشتے مین زیادہ تر نزدیک ہون اونکو دور کے رشتہ دارون پر مقدم کرے
یہہ چار شخص ہی جنکی ساتھہ صلہ رحم کرنا واجب ہے اسما بنت ابی بکر کہتے ہین کہ میری مان
آئی اور وہ مشرکہ تہی عہد قریش مین یعنی بزمانہ صلح حدیبیہ مینے کہا ای رسول خدا
میری مان آئی ہے اور وہ راغب ہی یعنی کفر مین یا میری مال مین کیا مین اوسکے ساتھہ
صلہ رحم کرون فرمایا ہان صلہ رحم کر متفق علیہ لمعات مین کہا ہی حدیث
دلیل ہے اسبات پر کہ نفقہ کافر مان باپ کا مسلمان اولاد پر واجب ہے اور
احسان کرنا ساتھہ کفار کے جائز ہے انتہی حدیث عمرو بن عاص بہی اسی کی موید ہے
وہ کہتے ہین حضرت نی فرمایا ہی کہ بی شک آل ابی فلان میری اولیا نہین ہین یعنے
مین اون کو بہ سبب قرابت کے دوست نہین رکہتا میرا دوست اللہ اور صلحاء
مومنین ہین لکن اون کے لئی رحم ہے یعنی رشتہ سو مین اوسکو تر رکہتا ہون
یعنی صلہ رحم کرتا ہون متفق علیہ بعض نی کہا ہی مراد آل فلان سے

ابولہب یا ابوسفیان یا حکم بن العاص یا عموماً سارے طوائف قریش یا خاص شخص
یا آپکے اعمام مین ظاہر حدیث ہی سے مطلب یہہ ٹہرا کہ بہ سبب مسلمان نہونیکے
مجہسے اور اونسے کوئی علاقہ الفت دلی کا نہین ہے مگر بسبب قرابت کی صلہ
رحم کرتا ہون معلوم ہوا کہ صلہ رحم کرنے کے لئی کچہہ اسلام شرط نہین ہے
اس صلہ مین والدین سارے اہل قرابت پر مقدم ہوتے ہین منجملہ اونکی صلہ
ایک یہہ ہی کہ اونکو گالی نہ دے حدیث ابن عمرو مین فرمایا ہی گالی دینا مان
باپ کو گناہ کبیرہ ہی کہا کیا کوئی والدین کو بہی گالی دیتا ہے فرمایا ہان کسی کے
باپ مان کو گالی دیتا ہے تو وہ اسکی مان باپ کو گالی دیتا ہے متفق علیہ
گویا غیر سے گالی دلوانا ویسا ہی ہے کہ خود اونکو گالی دے کمینے رذیل لوگ
ایسا بہت کیا کرتے ہین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ؎ گر ما در خویش دوست داری
دشنام مدہ بمادر کس ٭ مرزا محمد علی صائب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا
؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب ٭ کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد
دوسرا صلہ متعلق والدین کے یہہ ہی کہ جو لوگ مان باپکی دوست ہون اونکی ساتہہ
حسن سلوک کرے خاطرداری و ادب ولحاظ و مروت سی پیش آئے حدیث
ابن عمر مین فرمایا ہی ان من ابر البر صلۃ الرجل اہل ود ابیہ بعد ان یولی رواہ
مسلم یعنی بڑی نیکی یہہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی دوستدارونکی ساتہہ
کری بعد پیٹہہ پہیر نیکے یعنی بعد موت یا غیبت پدر کے یہی حکم مان کے دوستونکا ہے

اسلئے کہ لفظ اب اسم جنس ہی او سمین ماں ہی شامل ہے حکایت عبداللہ بن دینار
کہتے ہین ابن عمر کو ایک اعرابی مکہ کی راہ مین ملا ابن عمر نے اوسکو سلام کیا اور اپنے
گدہے پر سوار کرایا جسپر خود سوار ہوتے تہے اور اپنا عمامہ اوسکو دیا جو خود اونکی سر پر تہا
ابن دینار نے کہا اصلحک اللہ یہ لوگ دہاتی ہین تہوڑی سے چیز مین خوش ہوجاتے ہین
کہا اسکا باپ عمر بن خطاب کا دوست تہا اور مینے حضرت سی سنا ہے کہ فرماتے تہے
ان ابر البر صلة الولد اھل ود ابیه رواه مسلم ابو بردہ کہتے ہین مین مدینہ
مین آیا میرے پاس ابن عمر آئے فرمایا توجانتا ہے کہ مین تیری پاس کس سبب سے
آیا مینے کہا نہین کہا مینے حضرت کو سنا فرماتی تہے من احب ان یصل اباه
فی قبره فلیصل اخوان ابیه اور میری باپ عمر اور تیری باپ کی درمیان
برادری و دوستی تہی مینے اوسکا صلہ کرنا چاہا رواہ ابن حبان معلوم ہوا کہ فقط آنا جانا
اور محبت سی بات کرنا ہی ایک طرح کا صلہ ہے اور مراد برادری سے اسجگہ اخوت
اسلام ہے نہ اخوت نسب تیسرا صلہ متعلق ماں باپ کے یہ ہے کہ اگر ماں باپ یہ
حکم دین کہ جورو کو طلاق دیدے تو اونکی اطاعت کری ایک شخص نے ابوالدرداء سے
کہا تہا کہ میری ماں کہتی ہے کہ مین اپنی جورو کو چہوڑ دون کہا مینے حضرت کو سنا ہی فرماتی تہے
باپ اوسط ابواب جنت ہی تو چاہی تو اوس دروازہ کی نگہبانی کر اور چاہی ضایع کر رواہ
الترمذی وصححه وابن ماجة وابن حبان لکن انکی روایت مین بجای ماں کے باپ آیا ہے
یعنی جنت کی بہت سی دروازے ہین اون سب مین بہتر دروازہ وسطی داخل ہونی بہشت بریں کے

حفظ حقوق والدین کا ہے مراد والد سے اسجگہ اسم جنس ہے سو جب بایکا یہ حکم ہے
تو ماں بالاولی داخل ہو گی ابن عمر کہتے ہیں میری نکاح میں ایک عورت تھی میں اوسکو
چاہتا تہا اور عمر اوس سے ناخوش تہے مجھسے کہا تو اوسکو طلاق دیدے مینے نمانا و
پاس حضرت کے آئے اور یہ ذکر کیا حضرت نے مجھسے فرمایا کہ تو اوسکو طلاق دیدے
رواہ اهل السنن الاربع وصححه الترمذی وابن حبان حضرت اسمعیل نے بہی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے اشارہ سے بی بی کو طلاق دیدی تہی یہی حکم والدہ کا حق میں
اولاد کے ہے انکا حاصل اطاعت والدین کی اولاد پر واجب ہیں ہے مگر معصیت خدا
مین یہ صلہ و اطاعت موجب دخول جنت کا ہوتی ہے اور قطعیت و عقوق سبب
دخول نار کا ہے عائشہ کہتی ہیں حضرت نے فرمایا ہے مین جنت میں گیا مینے
وہاں قرات سنی پوچہا یہ کون ہے کہا حارثہ بن نعمان کذلکم البر کذلکم البر
یعنی نیکی ایسی چیز ہوتی ہے وہ اپنی ماں کے ساتھ بڑی نیکو کار تہی رواہ فی
شرح السنة والبیهقی ابن عمرو کا لفظ ارشاد یہ ہے کہ رضا رب کی رضا میں
باپ کی اور سخط رب کا سخط میں باپ کی ہے رواہ الترمذی **حکایت**
ابن عمر نے کہا ہے ایک آدمی نے آکر کہا ای رسول خدا مینے ایک بڑا گناہ کیا ہے
میری توبہ قبول ہو گی یا نہیں فرمایا تیری ماں ہی کہا نہیں کہا تیری خالہ ہے
کہا ہاں فرمایا اوسکی ساتھ نیکی کر رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ صلۂ والدین سے کفارہ
ذنب عظیم کا ہوتا ہے یہانتک کہ اگر ماں نہو تو خالہ ہی کے ساتھ احسان کرے

کہ یہہ بہی گویا ماں کے ساتہہ سلوک کرنا ہے ولِلّٰہِ الحمد جوتہا صلہ متعلق والدین کے یہہ ہے کہ بے اونکی اذن و اجازت کی کسی عبادت پر اقدام نکری اسلئی کہ اونکی خدمت و رضامندی مقدم ہے عبادت نافلہ پر حدیث معاویہ بن جاہمہ مین آیا ہے کہ جاہمہ پاس حضرت کے آیا اور کہا ای رسول خدا مین جہاد کرنا چاہتا ہون اور آپسے مشورہ لینے آیا ہون فرمایا تیری ماں ہے کہا ہان فرمایا اوسیکی خدمت مین لگا رہ جنت نیچی اوسکے قدم کے ہے رواہ احمد والنسائی والبیہقی وابن ماجۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد ورواہ الطبرانی باسناد جید ولفظہ قال اتیت النبی صلعم استشیرہ فی الجہاد فقال الک والدان قلت نعم قال الزمہما فان الجنۃ تحت ارجلہما یعنی غرض تیری جہاد سی یہی ہے کہ تو بخشا جائے سو یہہ مدعا تیرا یون بہی حاصل ہو سکتا ہے کہ تو خدمت پدر و مادر مین رہے حدیث ابن عمرو مین رفعاً آیا ہے کہ ایک مرد نے آکر حضرت سی کہا مین بیعت کرتا ہون آپسے ہجرت و جہاد پر مجہے جستجو ہی اجر کی اللہ سے فرمایا تیرے ماں باپ مین کوئے موجود ہے کہا ہاں دونون زندہ ہین فرمایا کیا تو اللہ سے طالب اجر کا ہی کہا ہاں فرمایا ارجع الی والدیک فاحسن صحبتہما یعنی جا ماں باپکے ساتہہ اچہا برتاو کر اسیطرح حدیث ابو سعید مین آیا ہے کہ ایک مرد یمن سی ہجرت کرکے پاس حضرت کے آیا تہا فرمایا یمن مین کوئی تیرا ہی کہا میری ماں باپ ہین فرمایا اونہون نے تجکو اجازت دیدی ہے کہا نہین فرمایا تو اونکی پاس پہر جا اور اذن مانگ اگر اذن دین تو

خیر جہاد کرو درنہ اونکے ساتھ نیکی بجالا رواہ ابی داؤد حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ ہجرت و جہاد سے عبادت عظیمہ کے لئی اذن والدین کو مقدم رکہا اور بے اذن کے بجالانا اس عبادت کا جائز نفرمایا اس سے کمال علو درجہ والدین کا نزدیک اللہ و رسول کی ثابت ہوا حدیث ابوہریرہ مین آیاہی جاء رجل الی النبی صللم یستاذنہ فی الجہاد فقال احی والداک قال نعم قال ففیہما فجاہد رواہ مسلم وغیرہ حضرت تو یہ ارشاد فرمائین اور اس زمانہ کے اولاد کو ہمنے دیکھاہی کہ وہ ہر کام مین بلا اذن والدین کی جسارت کرتے ہین بلکہ سخط والدین کو اونکی رضا پر مقدم رکہتے ہین اور کچہ پرواخرابے آخرتکی نہین کرتے بلکہ اولٹے طالب اپنی اطاعت و رضاکے والدین سے ہوتی مین ونعوذ باللہ غضب اللہ حدیث ابوامامہ مین آیاہے کہ ایک شخص نی کہاای رسول خدا ماحق الوالدین علی ولدہما فرمایا ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ یعنی مان باپ حق مین اولاد کے بہشت و دوزخ مین اگر مان باپ اولادسے راضی ہین تو وہ بہشتی ہے ورنہ دوزخی حقوق والدین مین رسالہ اسعاد العباد طبع ہوچکاہے اسجگہ بیان کرنا انواع صلہ کا مقصود ہے نہ حقوق کا حدیث ابن عباس مین فرمایاہے مامن ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ رحمۃ الاکتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب رواہ البیہقی فی شعب الایمان

اس حدیث مین تامل کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتبہ ماں باپکا بعد خدا
ورسول کے کس درجہ تک ساری خلق سے زیادہ تر ہے گویا وجود والدین کا
ایک ذریعۂ قوی اور وسیلۂ جمیل ہے حصول عبادت مقبول کا اور زیارت
ایک غنیمت بارده اور نعمت عظمے ہی کہ بمشقت ومحنت ہاتھ آتی ہے سفر
حج کی مشقتین اور مصارف راہ کی کلفتین وہی جانتا ہے جسنے کہ یہ سفر کیا ہے پھر
حاجی کو معلوم نہین ہوتا کہ اوسکا حج قبول ہوا یا نہ بخلاف اس نظارہ کی کہ
اسمین کوئی محنت وتکلیف نہین ہے معہذا مفت کا ثواب بقدر ایک حج
مقبول کے ایک دیدار مین حاصل ہوتا ہے ولله الحمد مگر نالائق اولاد اسکی قدر
نہین جانتے ماں باپ سے برسہا برس اور بعض تمام عمر جدا رہتے ہین شکل
نہین دیکھتے سو وہ اس نعمت بی بدل سے محروم ہے حضرت نی بار والدین کو
دعا دی ہے معاذ بن انس نی رفعا کہا ہے من بر والدیہ طوبی له زاد الله فی عمرہ
رواه ابو یعلی والطبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد بر وصلہ ایک چیز ہے وہ بڑا بڑا
نصیب ٹہیرا جسنے کہ یہ دعا نہ لی بلکہ بد دعا لی کیونکہ دوسری حدیث مین غیر
بار کو بد دعا دی ہے ابو ہریرہ رفعًا کہتے ہین رغم انفہ ثم رغم انفہ ثم رغم
انفہ قیل من یا رسول الله قال من ادرک والدیہ عند الکبر احدهما
ثم لم یدخل الجنة رواه مسلم یعنی وہ شخص خاک مین ملی جسنے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو اونمین سے
حالت پیری مین پایا اور پھر بہشت مین نگیا یعنے اونکی خدمت کرکے یا اونکو راضی

رکہکر جنت کا استحقاق حاصل کیا تیسری روایت جابر کی یہہ ہی کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا یا محمد من ادرک احد ابویہ فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قل آمین فقلت آمین الحدیث رواہ الطبرانی بسند حسن پانچوان عمل متعلق اور دیکر یہہ ہے کہ بعد اونکے موت کے اونکی لئے دعا و صدقہ و استغفار و نحوہا بجالائی حدیث ابی اسید ساعدی مین آیا ہے کہ ہم نزدیک حضرت کے بیٹھے تہے اتنی مین ایک مرد بنی سلمہ کا آیا اور اوسنے کہا ای رسول خدا ہل بقی من بر ابوی شیٔ ابرہما بہ بعد موتہما یعنے مان باپ کی ساتہہ نیکی کرنے مین سے کوئی نیکی باقی ہی جسکو بعد اونکے موت کے مین اونکے ساتہہ بجالاؤن فرمایا نعم الصلوۃ علیہما والاستغفار لہما وانفاذ عہدہما من بعدہما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بہما واکرام صدیقہما رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ یعنی دعا و استغفار کرنا واسطے اونکی یہہ ایک کام ہوا اور جاری رکہنا اونکی عہد کا بعد اونکے یعنے اونکی وصیت و قرار کو پورا کرنا یہہ دوسرا کام ہوا اور صلہ رحم کرنا بسبب اونکی یعنے جو لوگ مان باپکے رشتہ کی وجہ سے لائق صلہ کے ہون اونکے ساتہہ حسن سلوک سے پیش آنا جیسے خالہ نانی یا چچا دادا یہہ تیسرا کام ہوا اور عزت و خاطرداری کرنا مان باپ کی دوستونکی یہہ چوتہا کام ہوا سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت سے دریافت کرکے اپنی ماں کی طرف سی ایک کنوان بنوا دیا تہا اور کہا ہذہ لام سعد بیا اسلئے کہ حضرت نی صدقہ آب کو بہتر فرمایا تہا یہہ پانچوان کام ہوا حدیث دلیل ہی اسبات پر کہ یہہ سب امور داخل صلۂ والدین

وحقوق ابوین مین اس حدیث کو ابن حبان نے بہی اخراج کیا ہے اور آخر
حدیث مین اتنا اور بڑہایا قال الرجل ما اکثر هذا یا رسول الله واطیبه قال فاعمل به
چہٹا صلہ یہہ ہے کہ اگر ماں باپ کو کسی کا مملوک و غلام و کنیز پائے اور مقدرت
اونکے آزاد کرانیکی رکہتا ہو تو قید رقیت سے رہائی دلوائے حدیث
ابی هریره مین فرمایا ہے لایجزی ولد والدہ الا ان یجدہ مملوکا فیشتریه
فیعتقه رواه مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجة والنسائی
فصل صلہ رحم اخوال وغیرہم مین میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک کنیز آزاد
کردی تہی حضرت سے نہین پوچہا تہا جب اونکی نوبت کا دن آیا تو حضرت سے
کہا آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ مینے اپنی کنیز آزاد کردی ہے فرمایا کیا تو نے آزاد کردی کہا ہان فرمایا اما انك
لو اعطیتها اخوالك كان اعظم لاجرك رواه الشیخان وابوداؤد والنسائی
یعنی اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموون کو دیتی تو تجہکو بڑا اجر ملتا یہ اسلئے کہ صدقہ کرنا
اہل قرابت پر صدقہ وصلہ رحم دونون ہوتا ہے ف ابوہریرہ نے رفعًا کہا ہے
کفیل یتیم کا خواہ اسکا ہو یا غیر کا مین اور وہ دونون جنت مین ہونگے مثل اسکے
اور اشارہ کیا طرف سبابہ ووسطی کے رواہ مسلم مین کہتا ہون کہ اگر یتیم اپنا
رشتہ دار ہی تو کفالت اوسکی داخل صلہ رحم ہے اور اگر اجنبی ہی تو داخل صدقہ ہے
پہر خواہ یہہ یتیم پسر ہو یا دختر اور ایک ہو یا کئی سب کی لئے بشارت جنت کی اور وعدہ
مغفرت کا آیا ہے وللہ الحمد دوسرا لفظ ابوہریرہ کا رفعًا یہہ ہے کہ سب سے پہلے درواز

جنت مین کہونگا لکن ایک عورت کو دیکہونگا کہ وہ مجہسے آگی جانا چاہتی ہے
مین کہونگا تو کون ہے وہ کہے گی مین ایک عورت ہون جو یتیمون کی پیچہے بیٹہی تہی
رواہ ابو یعلی واسنادہ حسن انشاء اللہ تعالی یعنی یتیمون کی ساتہ صلہ رحم
کیا اور انکو پالا تہا محرر سطور کہتا ہے اللہ تعالے میری مان کو جنت الفردوس مین
جگہ دے اونہون نے بعد انتقال والد کے ہم دو برادر و سہ خواہر ایتام کو کنار عطوفت
مین نہایت تکالیف کی حالت مین پرورش کیا تہا غفر اللہ لہا وجزی عنا احسن الجزاء
ف زینب زن ابن مسعود نے پوچہا تہا اگر مین صدقہ اپنے خاوند اور یتیمون کو
دون جو میری گود مین ہین تو کافی ہوگا فرمایا تجکو دہرا اجر ہے ایک اجر قرابت کا
دوسرا اجر صدقہ کا رواہ الشیخان بعض نے کہا مراد صدقہ تطوع ہے اور بعض کے
نزدیک فریضہ زکوۃ تہا اور کسی نے کہا عام ہی دونون کو شامل ہے بہر حال
بصورت قرابت یہہ صدقہ صلہ رحم ٹہیرا معلوم ہوا کہ احسان کرنا بی بی کا ساتہ
خاوند کے یا خاوند کا ساتہ بی بی کے حکم صدقہ و صلہ رحم مین ہے حدیث سلمان
بن عامر مین فرمایا ہی الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وعلی ذی الرحم ثنتان
صدقۃ وصلۃ رواہ النسائی والترمذی وحسنہ وابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم
وقال صحیح الاسناد یعنی مسکین کو دیا تو صدقہ ہوا اور رشتہ دار کو دیا تو صدقہ و صلہ دونون
ہوئے ابو امامہ کا لفظ مرفوعا یہہ ہے ان الصدقۃ علی ذی قرابۃ یضعف اجرہا مرتین
رواہ الطبرانی ایک حدیث ابی ہریرہ مین یہانتک فرمایا ہے یا امۃ محمد والذی نفسی

بیہ لا یقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ ویصرفہا الی غیرہم
الحدیث رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات یعنی جسکے رشتہ دار محتاج صلہ ہیں اور وہ اونکو چھوڑکر
غیرونکو دیتا ہے تو اوسکا صدقہ نزدیک اللہ کے قبول نہیں ہوتا اسلئے کہ اول خویش
بعدہ درویش **ف** صلہ رحم مین ترتیب یہہ ہے کہ اقرب فالاقرب سے شروع
کرے اول ماں باپ ہیں پہر حقیقی بہن بہائی پہر ماں باپکے رشتہ دار قریب جیسے چچا
اور چچا کا بیٹا یا دادا اور دادا کا بہائی یا خالہ کی اولاد یا بہانجا بہانجی یا بہتیجی
یا بہتیجا یا خسر یا خسر پورہ یا ماموں اور ماموں کی اولاد انکے سوا جو رشتہ دار ہیں
وہ سب بعید ہیں جب مال اپنی جان اور اپنے اہل وعیال سے فاضل ہو تو بقدر
گنجایش وحاجت کی رشتہ دارون کو دے دور و نزدیک کا فرق سمجھے اسی کا
نام صلہ رحم ہے پہر اگر اقارب محتاج صلہ کے ہوں تو اونکے ساتھ خوش خلقی سے
پیش آنا اور حقوق اسلام کی رعایت ساتھ اونکے رکھنا یہہ بہی داخل صلہ ارحام ہے
کچھہ صلہ رحم اسی لینے دینے ہی پر موقوف نہیں ہے دینا اوسی جگہ ہوتا ہے جہاں
کہ دوسرا حاجتمند ہو مثلاً مسطح نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تہی ابوبکر صدیق
نے نفقہ مسطح کا بند کر دیا تہا اللہ تعالی نے یہہ بات اونکی پسند نفرمائی اس مقدمہ مین وحی آئی
آخر ابوبکر نے نفقہ مذکور جاری کر دیا یہہ مسطح ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بہانجے تہے منجملہ
مہاجرین و اہل بدر کے انکا ذکر سورۂ نور مین آیا ہے معلوم ہوا کہ بہن کی اولاد داخل صلہ
رحم ہوتی ہے ولہذا اللہ نے مسطح کی سفارش فرمائی اور کہا کہ اہل فضل کو ایسی

کہا نجیا ہے مراد اہل فضل سے ابو بکر صدیق ہین چنانچہ پہر صدیق نے یہہ قسم کہائے کرین کبہی نفقہ مسطح کا بند نکرونگا ہمنے رسالۂ صلاح ذات البین مین ایک فصل بیان مین صلہ رحم کی بہی منعقد کی ہے صفحہ ۱۲۲ مین کچہہ خلاصہ اوسکا مع زیادت اسجگہہ لکہا جاتا ہے بخاری نے ادب مفرد مین یہہ حدیث لکہی ہے اوسمین بعد ذکر مان باپکے فرمایا ہے توصیکم یعنی الله بالاقرب فالاقرب رواہ احمد وابن ماجه الصا وصححه الحاکم یعنی تین بار ماکی وصیت کی اور چوتہی بار باپکا ذکر کیا پہر پانچوین بار رشتہ دار قریب کا ایسا ہے حدیث بہز بن حکیم مین بہی فرمایا تہا ادناک فادناک رواہ مسلم اور ابو رمثہ کا لفظ رفعا یہہ ہے امک وابالٰ ثم اختک و اخاک ثم ادناک فادناک رواہ الحاکم یعنی پہلے مان باپکا صلہ کرے پہر بہن بہائی کا پہر نزدیک کی ناتے والیکا عیاض نے کہا ہے بعض علمانے تردد کیا ہے دادا اور بہائی مین اکثر نے کہا کہ دادا مقدم ہے بہائی پر شافعیہ بہی اسکی قایل ہین کہ پہلے دادا ہے پہر بہائے پہر چچا مان باپ دونونسے زیادہ تر قریب ہے بیٹا وسپر مقدم ہوگا جو کہ فقط مان یا فقط باپ کی قریب ہے پہر قرابت ذوی رحم مین محارم مقدم ہین غیر محارم پر پہر ساری عصبات پہر سسرال والی پہر اہل ولا پہر ہمسایہ باجملہ ماکا مقدم ہونا باپ پر اگلے حدیثونسے ثابت ہے اسیطرح باپ بعد مان کی سب ذوی القربیٰ پر مقدم ہے مان باپ اگر مشرک وکافر ہون تو بہی اونسے سلوک کرنا جایز ہے حضرت عمر نے اپنی کافر بہائی کو ایک حلہ دیا تہا یعنی جوڑ لباس کا ف اطلاق لفظ رحم کا رشتہ پر ہوتا ہے رشتہ دار ہر شخص کے وہ ہوتی ہین جنکی اوسمین

نسب کا علاقہ ہو خواہ وہ اوسکا وارث ہو یا نہو محرم ہو یا نہو یہی قول راجح ہی کسی نے
کہا مراد رحم سے فقط محارم ہین سو اگر یہی مراد ہوگی تو اولاد چچا کی اور ماموں کے
خارج رہیگی احادیث سی تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ صلۂ رحم مین مقدم سب پر والدین
ہین پہر بہن بہائی بعدہ تقدیم باعتبار کثرت وقلت قرب کی ہے جیسے دادا دادی
نانا نانی اور جدّہ وجدّ کی بہن بہائی یا حقیقی نانا کی بہن بہائی پہر خود اسکے سگے بہن
بہائی پہر سگے چچا اور ماموںکی اولاد پہر رہے سہے رشتہ دار بشرطیکہ یہہ سب نکاحِ
صحیح سے پیدا ہوئے ہوں اسلئی کہ اولاد زنا ماںکی اولاد ہوتی ہے نہ باپکے جب
باپکی اولاد نہوئی تو نسب جو سبب تہا صلۂ رحم کا وہ پایا گیا کیونکہ نسب باپکا ہوتا ہے
نہ ماںکا بعد ماں باپکے سب رشتہ داروں مین مقدم رشتہ شوہر کا ہوتا ہی حقیقتین
بی بی کے اسیوجہ سی حقوق زوجین بہت سخت ہین مثل حقوق والدین کے
جسطرح اولاد سامنے ماں باپکے حکم غلام کا رکہتے ہے اسی طرح بی بی سامنے شوہر کے
حکم کنیز کا سا رکہتی ہے یہ مضمون حدیث عائشہ مین آیا ہے سو اگر خاوند کسی
عورتکا محتاج ومفلس ہو تو پہلے اوسیکا صلہ رحم کرے صدقہ تطوع بلکہ صدقہ واجب بہی
اوسی کو دی لیکن جبکہ وہ شریف یعنی سید نہو اسلئی کہ سید پر زکوۃ لینا گو سید ہی سے ہو
اوسکو دی حرام ہے بلکہ سید کی لونڈی غلام پر بہی حرام ہی اور اگر شوہر سیّد
نہین ہے تو پہر دُہرا اجر ہے ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحم کا ف صلہ رحم اسکا نام ہے
کہ جسکا نفقہ اس شخص پر واجب نہین ہی اوسکے ساتہہ سلوک واحسان کرے کیونکہ

جنکا نفقہ واجب ہی وصلہ رحم پر مقدم ہین سومان باپکا نفقہ اولاد پر اوسی وقت واجب ہوتا ہے کہ والدین محتاج تہیدست مفلس ہون اور اولاد آسودہ و تونگر ہو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا ہے کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ ای رسول خدا میری پاس مال ہے اور میرا باپ میری مال کا محتاج ہی فرمایا انت ومالک لوالدک ان اولادکم من اطیب کسبکم کلوا من کسب اولادکم رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپکا ہے اولاد باپ کی کمائی ہے تہاری تم اونکی کمائی مین سے کہاؤ یہہ حدیث دلیل ہے ہبات پر کہ نفقہ والد محتاجکا ولد کے ذمہ ہے یہانتک کہ اگر باپ اوسکا مال چرا کر لیلے یا اوسکی کنیز سے ہمبستر ہو جائی تو کچہہ حد لازم نہ آئیگی بسبب شبہہ ملک کی کذا فی المرقاۃ اسی طرح نفقہ اولاد کا باپ پر اوسی وقت واجب آتاہی کہ اولاد صغیر اور نابالغ ہو یا بالغ ہی لکن محتاج ہی اور باپ مالدار تو باپ کو چاہیئے کہ اولاد مفلس پر صرف کری بدلیل حدیث جابر بن سمرہ کہ حضرت نی فرمایا ہے اذا اعطی اللہ احدکم خیرا فلیبدأ بنفسہ واہل بیتہ رواہ مسلم یعنے جب تم مین اللہ تعالی کسیکو مال عطا کرے تو وہ پہلی اپنی جان پر اور اپنی گہر والونکی جان پر صرف کری گہر والون مین اولاد داخل ہے جسطرح کہ بی بی داخل ہے خواہ صبیان ہون یا جوان نادار اور حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہی وابدأ بمن تعول امک واباک واختک واخاک ثم ادناک فادناک رواہ الطبرانی باسناد حسن واصلہ فی الصحیحین یعنی شروع کر نفقہ کو عیال سی اسمین اولاد کو مان باپ بہائی بہن اور باقی رشتہ دارون پر مقدم کیا ہے

اور حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے من انفق علی امرأته وولده واهل بيته فهی صدقة رواه الطبرانی باسناد حسن غرضکہ جب اولاد حاجتمند ہو گو عاقل بالغ محض کیون نہو نفقہ اونکا والدین بصورت استطاعت و مقدرت کی واجب ہی یہانتک کہ اللہ اونکو غنی کردے اور اگر باپ خود مفلس قلاچ ہے تو پھر اوپر کچھ وجوب نہین ہے سب سے زیادہ نفقہ اوس اولاد کا ہوتا ہے جو مسرف مبذر نا اہل ہو سے ہمچو دندان شریک نان من اند ہ نا کسانیکہ استخوان من اند ہ اسی طرح نفقہ زوجہ کا زوج پر واجب ہی اس نفقہ مین طعام و لباس و جای سکونت و دیگر صرفہ حوائج ضروریہ مثل ادویہ مرض و صرفہ عطر و روغن و پان و نحوہا داخل ہی لکن مطابق دستور و رواج ملک کی نہ زیادہ اوس سے اور مطابق گنجایش و استعداد و رواج کے نہ زیادہ اوسکی مقدرت سی اسکا بیان رسالہ اصلاح ذات البین مین ہو چکا ہے اور جو دور کے رشتہ دار ہین اونکی لئے کوئی صلہ رحم خاص مقرر نہین ہے وہ حکم مین عامہ مسلمین کے ہین جو حقوق اسلام کے واسطے جملہ مسلمین کے ثابت ہین اونکی رعایت اونکی ساتھ بھی چاہیے اور لفظ صلہ کا شامل ہے جملہ مکارم اخلاق کو کچھ خصوصیت صلہ کی ساتھ انفاق کی نہین ہے بلکہ خندہ پیشانی سے ملنا اور افشاء سلام کرنا اور نرم بات کہنا اور قصور سی درگذر کرنا اور حاجت طلب داری و خاکساری سے پیش آنا اور جائی ہائن سے مدارات کرنا اور زبان کو منہ بحذر رکھنا یہ سب داخل صلہ رحم ہی ف کسی رشتہ دار کا نان نفقہ کسی رشتہ دار پر واجب نہین ہے اسلئے کہ کوئی دلیل مخصص وارد نہین ہوئی ہے مگر باپ صلہ رحم سی کیونکہ احادیث صلہ رحم

حام مین اور جو رحم محتاج نفقہ کا ہے وہ احق ارحام بالصلہ ہے اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہے فلینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اتاہ اللہ
لا یکلف اللہ نفسا الا ما اتاہا علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ
سنن ابو داود مین آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچہا کہ مین کس کی ساتہہ
نیکی کرون فرمایا امک واباک واختک واخاک ومولاک الذی یلی
ذلک حق واجب ورحم موصولۃ اس حدیث مین اسد بہائی بہن کے غلام کا ذکر بہی فرمایا ہے
اسلئے کہ وہ خدمت کرتا ہے پہر اسکو حق واجب اور رحم موصول ٹہیرایا حدیث ابو
ہریرہ مین رفعاً آیا ہے کہ للمملوک طعامہ وکسوتہ بالمعروف ولا یکلف من العمل ما لا یطیق رواہ مسلم
اور صحیحین مین روایت ابو ذر فرمایا ہے فلیطعمہ مما یاکل ویلبسہ مما یلبس
ابن عمر کا لفظ یہہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کفی بالرجل اثما ان یحبس عن یملک قوتہ
رواہ مسلم اور دوسرا لفظ یہہ ہے کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت اسمین سارے
اہل وعیال وممالیک وغیرہ داخل ہین لہذا جب ہند بنت عتبہ نے عرض
کیا تہا کہ ابو سفیان ایک مرد بخیل ہی مجکو اتنا نہین دیتا کہ مجہے اور میری اولاد کو
کفایت کرے مگر جو کچہ مین اوسکی بے خبری ولا علمی مین لیلون تو فرمایا خذی
ما یکفیک وولدک بالمعروف متفق علیہ مین اس حدیث پر کتاب دلیل الطالب مین کلام
بسیط کیا ہے یہہ حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ نفقہ اولاد کا باپ پر ہے نہ اوپر
بلکہ خود ام اولاد کا نفقہ بہی والد اولاد پر واجب ہی اگر باپ نہین ہی تو بہائی وغیرہ

جو اولیاء میت کی ہین اونکے ذمہ و نفقہ اولادمیت کا عاید ہوتا ہے لیکن اکثر
اولاد اس مسئلہ سے آگاہ نہین ہے اگر ماں مالدار ہوتی ہے تو اولاد وجوب اپنے
نفقہ وغیرہ حقوق کا اوسکے ذمہ پر لازم جانتی ہے حالانکہ یہہ بات
بالکل صحیح نہین ہے ماں پر کوئی حق اولاد کا نہین ہوتا ہے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی
سارے حقوق اولاد کے والدین و بنات پر ہوتے ہین وہ بھی تا ختم پرورش و تربیت
و بلوغ و نکاح پھر کوئی حق نان نفقہ کا ذمہ پر باپکے بھی باقی نہین رہتا ہے مگر حق
صلۂ رحم کا وہ بھی بصورت افلاس اولاد و تمول والد کے واللہ اعلم ف اکثر لوگ
جنکو علم نہین ہے اور نہ صحبت اہل علم اور نہ شوق دریافت مسائل و احکام علم و
دین کا اونمین کوئی طرف قرابت مادری کے جہاں پڑتا ہے اور کوئی طرف قرابت
پدری کے اور کوئی طرف قرابت زوج کے اور کوئی طرف قرابت زوجہ کے
حالانکہ یہہ میل خاطر منظلم ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ نے ہر ایک حقدار کا ایک حق
مقرر کر دیا ہے اور اوسکے لئے ایک حد معین فرما دی ہی اعطی کل ذی حق
حقہ اوس سے تجاوز کرنا درست نہین اور جو تجاوز کرتا ہے وہ مرتکب گناہ کا
ہوتا ہے مثلاً سسرال کی رشتی مین فقط حضرت نی ذکر خسر و خسر پورہ کے
اکرام کا کیا ہے پس حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہی احق
مایکرم علیہ الرجل ابنتہ واختہ رواہ الخمسۃ الا الترمذی اور قرآن مین بھی یہہ
دو ہی رشتہ بتائے ہین ایک نسب یہہ باپکی طرف سے ہوتا ہے دوسرا صہر یہہ

سوال کا رشتہ ہی فصل آدمی کے پاس مال ہو تو وہ کس ترتیب سی صرف کری اور
کس نفقہ کا اجر زیادہ ہے ابو ہریرہ کہتی ہین رسول خدا نی فرمایا ہے ایک وہ دینار کہ
جو تو نے راہ خدا مین صرف کیا ایک وہ ہی جو رقبہ مین اوٹھایا ایک وہ ہی جو مسکین پر
خرچ کیا ایک وہ ہے جو اپنے اہل پر صرف کیا ان سب مین اجر اوس نفقہ کا بڑا ہے
جو تو نے اپنے اہل پر صرف کیا ہے رواہ مسلم معلوم ہوا کہ جملہ وجوہ خیر مین مقدم نفقہ
اپنے گہر والون پر ہے جیسے بی بی بچے خادم مرکب وغیرہا ثوبان کی حدیث مین
فرمایا ہے افضل دینار جو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہی جو اپنے عیال پر اوٹہاتا ہے
پہر وہ جو اپنی اسپ پر راہ خدا مین صرف کرتا ہے پہر وہ جو اپنے ہمراہیون پر راہ خدا
مین خرچ کرتا ہے ابو قلابہ راوی حدیث کہتے ہین کون شخص اعظم الاجر ہے اوس
آدمی سے جو اپنے عیال پر صرف کرتا ہے کہ اللہ اونکو نفع دے یا غنی کر دے
رواہ مسلم والترمذی ابو مسعود بدری رفعا کہتے ہین آدمی نے جب اپنی اہل پر
خرچ کیا اور امید اجر کی رکہی تو یہ اوسکی لئی صدقہ ہوا رواہ الشیخان والترمذی
والنسائی مقدام بن معدیکرب نی رفعا کہا ہے ما اطعمت نفسك فهو لك
صدقة وما اطعمت ولدك فهو لك صدقة وما اطعمت زوجتك فهو لك
صدقة وما اطعمت خادمك فهو لك صدقة رواه احمد باسناد جيد اس حدیث مین علاوہ
بیان اجر نفقات کے ترتیب نفقات بہی بیان کی ہے اور خاص گہر والون کا
ذکر کیا ہے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہی الید العلیا خیر من الید السفلی

وابدأ بمن تعول امك واباك واختك واخاك وادناك ادناك رواه الطبرانی باسناد حسن اس حدیث مین ترتیب
نفقات کے ارشاد فرمائی ہے خواہ یہ نفقہ صدقہ ہو یا صلۂ رحم ابوہریرہ کہتے ہین
حضرت نے ایکدن اپنے اصحاب سی فرمایا کہ تم صدقہ دو ایک شخص نے کہا
ای رسول خدا میری پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر صرف کر کہا میرے
پاس ایک اور ہے فرمایا اپنی زوجہ پر صرف کر کہا ایک اور ہے کہا اپنی اولاد پر
خرچ کر کہا ایک اور ہے کہا اپنے خادم پر صرف کر کہا ایک اور ہے فرمایا انت
ابصر بہ رواہ ابن حبان یعنی اب جہان تو مناسب جانے وہان اوٹھا مطلب یہہ ٹہیرا
کہ سب سی مقدم واسطی نفقہ کرنے کے یہہ لوگ ہین جنکا ذکر کیا گیا اور خادم سے
مراد سواری اسپ وشتر وخر وخچر ہی یا خدمتگار جیسے کنیز و غلام جب انکے
خرچ سے مال فاضل ہو تب کسی اور وجہ خیر مین صرف کری والا فلا بعد انکی بڑی
وجہ خیر ایک صلۂ رحم ہے بعد صلۂ رحم کے جو بچے اور حوائج ضروریہ سے فاضل ہو
وہ کسی اجنبی مستحق کو دی نہ غیر مستحق کو مستحق وہ ہی جسکے دینے مین موافقت
شرع و مرضی الہی ہو غیر مستحق وہ ہی جسکا دینا کسی غرض نفسانی وہوای طبع کے
لئی ہو جیسے ناچ رنگ گانے بجانے یاری آشنائی کرنے مین یا بیچ کے دلال کو
یا غذای حرام مین جیسے مسکرات وغیرہ مین صرف کرنا یا رشوت مین دینا و نحو ذلک
جابر رفعا کہتے ہین ما انفق المرء علی نفسہ وولدہ واہلہ وذی رحمہ وقرابتہ فہو لہ صدقۃ رواہ
الطبرانی ولہ شواہد کثیرۃ **ف** جو مال آبرو بچانے مین صرف ہوتا ہے

وہی حکم صدقہ مین ہی جابر کی حدیث مین فرمایا ہی کل معروف صدقۃ وما انفق الرجل علی اہلہ کتب لہ
منہ صدقۃ وما وقی بہ المرء عرضہ کتب لہ بہ صدقۃ رواہ الدارقطنی والحاکم وصح اسنادہ ابن المنکدر نے کہا وقایت عرض سے
مراد وہ نفقہ ہی جو کسی شاعر یا کسی بدزبان کو دیا جائے یعنی واسطے حفظ آبرو اوسکے تا کہ
ہجو و قدح و ذم نکرے جابر رفعا کہتے ہین اول ما یوضع فی میزان العبد نفقتہ
علی اہلہ رواہ الطبرانی فی الاوسط معلوم ہوا کہ جملہ نفقات مین بڑا اجر نفقہ کا
اپنی اہل پر ہے او تنا اجر کسی نفقہ مین نہین ہے یہی صدقہ سب سے پہلے مقبول
ہوتا ہے **فصل** غنی کو سوال کرنا اور غنی کو زکوۃ دینا منع ہے اگرچہ رشتہ
دار ہو حدیث ابن عمر مین فرمایا ہی تم ہمیشہ مانگتے رہتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا
اللہ سے ملیگا اور اوسکے منہہ پر گوشت نہو گا رواہ الشیخان والنسائی یعنے
بے آبرو ہوگا مین کہتا ہون قیامت کو جانے دو سائل دنیا مین بہی اسکی نظر
مین حقیر و ذلیل ہوتا ہے اگرچہ کیسا ہی عزیز کیون نہو مسعود بن عمر کا لفظ رفعا
یہہ ہے لا یزال العبد یسأل وھو غنی حتی یخلق وجہہ فما یکون لہ عند اللہ وجہ رواہ
البزار والطبرانی حبشی بن جنادہ نے کہا ہے کہ جو بلا حاجت مانگتا ہی وہ گویا
انگارا کہاتا ہے رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے
من سأل الناس تکثرا فانما یسأل جمرا فلیستقل او لیستکثر رواہ مسلم
وابن ماجۃ یعنے جو شخص لوگون سے اسلئے سوال کرتا ہے کہ اوسکا مال بڑہے وہ گویا آگ
کی چنگاری مانگتا ہے اب چاہے تہوڑی لے یا زیادہ مین کہتا ہون یہہ حدیث

گویا معجزہ ہی اسلی کہ اکثر بلکہ کل سائل اس زمانے کی ایسے ہی نظر آئے کہ استکثار مال
کے لئے سوال کرتے ہین اور شرماتے نہین حالانکہ احادیث مین نہایت درجہ مذمت
سوال کی آئی ہے ایک جماعت صحابہ نے حضرت سی اسی بات پر بیعت کی تہے
کہ وہ سوال نکرین گے عوف بن مالک کہتے ہین مینے بعض کو دیکہا کہ اونکا کوڑا
ہاتہ سی چہوٹ گیا کسی سے نکہا کہ اوٹہا دو بلکہ خود اوترکر اوٹہا لیا یعنے اس خوف سے
کہ مبادا کہین داخل سوال ہو رواہ مسلم والنسائی اور جب ابو ذر سے بیعت لی
تو خود حضرت نے یہہ شرط مقرر کردی کہ کسی شخص سے کچہہ سوال نکرنا یہانتک کہ
تازیانہ کا بہی بلکہ خود اوترکر اوٹہا لینا رواہ احمد و رواتہ ثقات حدیث ثوبان مین
فرمایا ہے من یکفل لی ان لا یسأل الناس شیئا اتکفل لہ بالجنۃ ثوبان نے
کہا کہ مین چنانچہ وہ پہر کسی سی کچہہ نہ مانگتی تہی رواہ احمد والنسائی وابن ماجۃ وابو
داؤد باسناد صحیح یعنی جو کوئی اسبات کا ذمہ دار ہو کہ وہ لوگون سے کوئی سوال
نکریگا تو مین اوسکے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوتا ہون اس سے معلوم ہوا کہ سوال
کرنا صفت مہلکہ ہے قبیصہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تہا ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد
ثلاثۃ رجل تحمل حمالۃ فحلت لہ المسألۃ حتی یصیبہا ثم یمسك ورجل اصابتہ
جائحۃ اجتاحت مالہ فحلت لہ المسألۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا
من عیش ورجل اصابتہ فاقۃ حتی یقول ثلاثۃ من ذوی الحجی من قومہ لقد اصابت
فلانا فاقۃ فحلت لہ المسألۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا من عیش فما سواهن من

المسألة یا قبیصة سحت یا کلها صاحبها سحتا رواہ مسلم وابو داؤد والنسائی یعنی سوال کرنا تین شخصون کو
درست ہی ایک وہ جسپر کوئی حمالہ ہو دوسرا وہ جسپر کوئی آفت آئی ہو جس سے مال
اوسکا تباہ ہوگیا ہو تیسرا وہ جسکو فاقہ ہوا اور تین آدمی عقلمند اوسکے فاقہ کی گواہی
دین اسکے سوا جو مال سوال سے لیگا وہ حرام ہی یہہ حدیث قول فیصل ہے
دربارۂ جواز وعدم جواز سوال کے لکن ہمنے آج تک کوئی سائل اس صفت کا نہین
دیکھا بلکہ جس سائل کو پایا مال حرام سے کماتے اور کہاتے پایا حدیث ابن عمر مین
فرمایا ہے الید العلیا خیر من الید السفلی رواہ مالک والشیخان وابو داؤد والنسائی
دست بالا وہ ہے جو دیتا ہے دست زیرین وہ ہے جو لیتا ہے اسمین تعریض ہے
سفلی کی اور تذلیل ہی کیسہ مذہ کی ابو ہریرہ رفعا کہتے ہین لیس الغنی عن کثرۃ
العرض ولکن الغنی غنی النفس رواہ الستہ الا ابن ماجۃ یعنی تونگری
کچھ کثرت سامان کا نام نہین ہے بلکہ دل کی بے نیازی کا نام ہے ہمنے سیکڑون
آسودہ حال دیکھے کہ بھیک مانگتے پھرتے ہین عمدہ لباس بدن مین ہے مگر ایک
پیسا بھی کوئی دے تو نہ چھوڑین اور بعض محتاج ایسے دیکھے کہ باوجود حاجت کے
لب بستہ وبارسا ہین سو بیشبہہ یہہ بات درست ہی کہ تونگری بدل ہست نہ
بمال حدیث ابو ذر کا لفظ مرفوع یون ہے انما الغنی غنی القلب
والفقر فقر القلب رواہ ابن حبان زبیر بن عوام رفعا کہتے ہین
کہ اگر کوئی تم مین سے رسی لیکر ایک گٹھا لکڑیکا اپنے پیٹھ پر رکھکر لائے اور اوسکو بیچ کہائے

اور اپنے آبرو بچائے تو یہ بہتر ہے اوسکے لئے اس سے کہ وہ لوگونسے سوال کرے وہ اوسکو دین یا نہ دین رواہ البخاری و ابن ماجة وغیرھما ابوہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے لان یحتطب احدکم حزمة علی ظہرہ خیر له من ان یسأل احدا فیعطیه او یمنعه رواه مالك والشیخان والترمذی والنسائی مقدام بن معدیکرب نے رفعا کہا ہے ما اکل احد طعاما خیرا من ان یاکل من عمل یده وان نبی الله داؤد علیه السلام کان یاکل من عمل یده رواه البخاری یعنی سب سی بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتہہ کی کام سے کہائے داود علیہ السلام ایسا ہی کرتے تہے معلوم ہوا کہ پیشہ کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اوسکی قیمت سی اپنا پیٹ پالتے یعنی بیت المال سلطنت سی کہ وہ حقوق مسلمین ہین کچہہ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت مین تہا ؎ ہر کہ نان از عمل خویش خورد ٭ منت حاتم طائی نبرد اس زمانہ اخیر مین کہ ہمدوش قیامت ہی سوال کرنے کو تو عیب نہین جانتے ہین لیکن حرفہ کو حقیر سمجہتے ہین غیر کا مال لے لینا اور ناحق کا استحقاق جتانا انصاف شیرا ہی اور جوبات انصاف کی تہی وہ ظلم ٹہیری ہے ؎ من ز وضع زمانہ در فکرم کہ مبادا ازین بتر گردد ف حدیث عائشہ سے رفعا معلوم ہوا کہ جو مال سائل کو بغیر طیب النفس معطی کے ملتا ہی اوسمین برکت نہین ہوتی ہے رواہ ابن حبان والحاکم والبزار حدیث جابر مین فرمایا ہے کوئی آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہی مین اوسکو دیتا ہون

للسائل ناتیصۃ حتی یکمل اصابہا حتی یصیب سدادا رواہ ابوداؤد اسکو منی سوال کرنا تین شخصوں
درست ہی ایک وہ جسپر کوئی حمالہ ہو دوسرا وہ جسپر کوئی آفت آئی ہو جس سے
اوسکا تباہ ہوگیا ہو تیسرا وہ جسکو فاقہ ہو اور تین آدمی عقلمند اوسکے فاقہ کی گواہی
دین اسکے سوا جو مال سوال سے لیگا وہ حرام ہی یہہ حدیث قول فیصل
دربارۂ جواز وعدم جواز سوال کے لیکن ہمنے آج تک کوئی سائل اس صفت کا نہ
دیکھا بلکہ جس سائل کو پایا مال حرام سے کماتے اور کہاتے پایا حدیث ابن عمر
فرمایا ہے الید العلیا خیر من الید السفلی رواہ مالک والشیخان وابوداؤد والنسائی
دست بالا وہ ہے جو دیتا ہے دست زیرین وہ ہے جو لیتا ہے اسمین تو قوم
سفلی کی اور تذلیل ہی گیسر نہ کی ابوہریرہ رفع کہتے ہین لیس الغنی عن
العرض ولکن الغنی غنی النفس رواہ الستۃ الا ابن ماجۃ یعنی
تونگری کثرت سامان کا نام نہین ہے بلکہ دل کی بے نیازی کا نام ہے ہمنے
آسودہ حال دیکھے کہ بہیک مانگتے پہرتے ہین عمدہ لباس بدن مین ہے
پیسا ہی کوئی دے تو نچہوڑین اور بعض محتاج ایسے دیکھے کہ باوجود
لب بستہ و بار سا ہین سو بیشبہہ یہہ بات درست ہی کہ تونگری
بمال حدیث ابوذر کا لفظ مرفوع یون ہے انما الغنا غنی
والفقر فقر القلب رواہ ابن حبان زبیر بن عوام
کہا اگر کوئی تم مین سے رسی لیکر ایک گٹہا لکڑیکا اپنے پیٹہ پر رکہہ کر لائے

اور اپنے آبرو بچائے تو یہ بہتر ہے اوسکے لئے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اوسکو دین یا نہ دین رواہ البخاری وابن ماجۃ وغیرھما ابوہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لان یحتطب احدکم حزمۃ علی ظہرہ خیر لہ من ان یسأل احدا فیعطیہ او یمنعہ رواہ مالک والشیخان والترمذی والنسائی مقدام بن معدیکرب فی رفعا کہا ہے ما اکل احد طعاما خیرا من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ رواہ البخاری یعنی سب سے بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کام سے کہائے داود علیہ السلام ایسا ہی کرتے تہے معلوم ہوا کہ پیشہ کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اوسکی قیمت سی اپنا پیٹ پالتے یعنی بیت المال سلطنت سی کہ وہ حقوق مسلمین ہین کچہہ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت مین تہا ؎ ہر کہ نان از عمل خویش خورد ٭ منت حاتم طائی نبرد اس زمانہ آخر مین کہ ہمدوش قیامت ہی سوال کرنے کو تو عیب نہین جانتے ہین لیکن حرفہ کو حقیر سمجہتے ہین غیر کا مال لے لینا اور ناحق کا استحقاق جتانا انصاف شہیرا ہی اور جوبات انصاف کی تہی وہ ظلم ٹہیری ہے ؎ من ز وضع زمانہ در فکرم کہ مبادا ازین بتر گردد ف حدیث عائشہ سے رفعاً معلوم ہوا کہ جو مال سائل کو بغیر طیب نفس معطی کے ملتا ہی اوسمین برکت نہین ہوتی ہے رواہ ابن حبان واحمد والبزار حدیث جابر مین فرمایا ہے کوئی آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہی مین اوسکو دیتا ہون

وہ لیکر چلدیتا ہے وہ اپنی گود مین اوٹہاتا کہ آگ کو رواہ ابن حبان عمر کو حضرت
کچہہ دیتی تو وہ کہتے مجھسے زیادہ تر محتاج کو دو فرماتے اذا جاءك من ھذا المال
شیء وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ وتموله فان شئت كله وان شئت
تصدق به ومالا فلا تتبعه نفسك رواہ الشیخان والنسائی
یعنی جو مال سبے تاکے اور بے مانگے ملے اوسکو لیکر کہا یا صدقہ کر اور جو یون نہ ملے تو
اوسکی تاک مکر حکایت ایکبار عمر کو ایک چیز عطا کی عمر نے پہیر دی فرمایا کیون
پہیری کہا آپ ہی نے فرمایا تہا کہ کوئی کسی سے کچہہ نلے یہی بہتر ہے فرمایا انما ذلك
عن المسئلة واما ما كان من غير مسئلة فانما هو رزق يرزقك الله الحديث رواہ مالك
مرسلا یعنی مانگ کر نلے اور جو بے مانگے ملے وہ اللہ کا رزق ہے جو اوسنے تجکو
دیا ہے عائشہ سے فرمایا تہا من اعطاك عطاء بغير مسئلة فاقبله فانما هو رزق
عرضه الله اليك رواہ احمد والبیهقی اس باب مین کہ جو بے سوال ملتا ہے
وہ اللہ کا رزق ہے اوسکو واپس نکری بہت حدیثین آئی ہین اور استشراف
منع کیا ہے عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد سے پوچہا تہا کہ استشراف کیا ہے
کہا تقول فی نفسك سیبعث الی فلان سیصلنی فلان یعنی اپنے جی مین
کہا کہ فلان شخص مجکو کچہہ بہیجیگا یا صلہ دیگا ف ابو موسی اشعری نے رفعا کہا ہے
ملعون من سأل بوجه الله وملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله ما لم يسأل
ہجرا رواہ الطبرانی ورجاله رجال الصحیح ہجر سے مراد امر قبیح ہے یا سوال قبیح بکلام

تصحیح کیا اور طبرانی نے بہی ابن عمر سے رفعاً اسی لفظ سے روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں الا اخبرکم بشر الناس رجل یسأل بوجه الله ولا یعطی رواه الترمذی وحسنه والنسائی اور ابی ہریرہ کا لفظ رفعاً یون ہے الا اخبرکم بشر البریة قالوا بلی یا رسول الله قال الذی یسأل بالله ولا یعطی رواه احمد **ف** ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جو سائل یہہ کہکر مانگے کہ مجہے لِلّٰہ فی اللّٰہ راہ خدا اللہ کیواسطے کچہہ دو تو اوسکو ضرور کچہہ دیدے گو اوسکا سوال پورا کرسکے تا کہ لعنت رسول خدا صلعم سے بچ جاے اور وہی سائل ملعون ٹہرے یہہ ٹہیرے اسوقت کے سائلین غالب لاغین ہین اکثر خدا ہی کا نام و واسطہ ڈالکر بہیک مانگتے ہین آپ تو طوق لعنت کا پہنتے ہین مگر دوسری کو بہی لے مرتے ہین اسکی کبہی مسئول عنہ طاقت عطاء سوال کی نہین رکہتا تو اوسکو مفت مین قائل ہونا پڑتا ہے ؎ صد ابار خجلت سائل بر سیم در کرد ✤ بسے زری کرد مین انچہ تقار دن زر کرد ✤ اور اگر مسئول عنہ نے دیا اور شکر کیا اور دلی خوشی کے ساتہہ تو یہہ مال انگار آتش جہنم ہوا یعنی حق مین سائل کے اور سائل نے گویا دیدہ و دانستہ ناری ہونا اپنا منظور رکہا تھا فما اصبرہم علی النار **ف** بعض اہل علم نے کہا ہے جسکے پاس صبح و شام کا کہانا ہے اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہے مطابق ظواہر احادیث کی اور کسی نے کہا یہہ اوسکے لئے ہے جو دائم طعام صبح و شام پر قادر ہے اور کسی نے کہا یہہ حکم منسوخ ہی اون احادیث سے جنمین ذکر پچاس درہم یا اوقیہ یا اونکی قیمت کا آیا ہے

قال الخطابی حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہین ادعاء نسخ کا دونون مین مشترک ہے
اور مرجح معلوم نہین ہے شافعی رحمہ اللہ فرماتی تہے کبہی آدمی ہمراہ کسب کے
ایک درہم سے غنی ہوجاتا ہے اورکبہی ہمراہ ضعف نفس و کثرت عیال کے ہزار
درہم سے بہی غنی نہین ٹہیرتا سفیان ثوری و ابن المبارک و حسن بن صالح و احمد
بن حنبل و ابن راہویہ کا مذہب یہہ ہے کہ جسکے پاس پچاس درہم یا سونا اسقدر
قیمت کا ہے اوسکو زکوۃ نہ دے اور حسن بصری و ابو عبیدہ کہتے تہے کہ چالیس
درہم والا غنی ہوتا ہے اصحاب رای کا قول یہہ ہے کہ جسکے پاس نصاب سے
کم ہے اوسکو زکوۃ دینا درست ہی اگرچہ تندرست کمانے والا ہو اسکی ساتہہ
یہہ بہی کہتے ہین کہ جسکے نزدیک ایکدن کا قوت ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہے
استدلالا بھذا الحدیث عزۃ واللہ اعلم انتہے مین کہتا ہون مراد اس حدیث کی
یہہ حدیث ہی من سأل وعندہ ما یغنیہ فانما یستکثر من النار رواہ ابوداود و ابن حبان
ابن حبان کا لفظ یہہ ہے یستکثر من جمر جھنم قالوا یا رسول اللہ ما یغنیہ قال ما
یغدیہ او یعشیہ و رواہ ابن خزیمۃ ایضا کہ حاصل حلت سوال کی لئی شرائط
ہین لکن وجود اونکا اس زمانہ مین مشکل ہے اب تو ہر سائل کو یہی سمجہو کہ حرام خوار جامع
حرام ہے الا ما شاء اللہ تعالے پہر یہہ حکم حرمت سوال کا حق مین مسلمانون کی ہے
اور اسوقت کی اکثر سائل ایسے مین جنپر اطلاق لفظ اسلام یا ایمان کا صحیح نہین
ہوتا ہی اسلئی کہ نہ نماز پڑہتے مین اور نہ روزہ رکہتے سوال انکا حرفہ ہوگیا ہے اور

بہیک مانگنا شعار ٹہر گیا ہے ہم اسپر کیا افسوس کرین ہمنے عرب و عجم خصوصاً
حجاز مین ایسے سائل دیکھے ہین کہ اگر اونکا لباس بدن اوتار کر فروخت کیا جاے
تو ایک ماہ یا چند ماہ تک بخوبی قوت بسری ہوسکتی ہے اور بہت سی ملازم پیشہ دیکھے
اور جاگیر دار کہ باوجود کفاف یا سد رمق کے سائل ہین اور سوال بہی سرسری
نہین بلکہ الحاف کی ساتہہ پہر قلیل پر راضی نہین بلکہ ناشکر ہین اور دشنام دیتے ہین
اور بعض باطن مین آسودہ و تونگر ہین لکن ظاہر مین اون کو کچہہ عار و انکار سوال کی نہین
اور کچہہ غیرت قبول کرنے سے عطا کے اگرچہ ایک ہی فلوس کیون نہو نہین ہے
یہی وضع اکثر اولاد شرفا نے اس زمانہ مین اختیار کی ہے انما یاکلون فی بطونهم نارا
قوم مین اگر ایک شخص آسودہ حال ہوتا ہے تو برادری والے اوسکو نام سی صلہ رحم
وحق قرابت کے سخت تنگ کرتے ہین پہر اونکو کتنا ہی دو اور وہ بقدر کفاف
فی الحال اپنے پاس بہی رکہتے ہین اور شرع اونکو سوال سے مانع ہی لکن کسیطرح
وہ بہیک مانگنی سے باز نہین آتے ملا دوپیازہ نے خوب کہا ہے البرا درکس بی حیا
پہر باوجود حصول معاش کے بی تکلف مال زکوۃ وصدقہ کو لیکر مثل شیر مادر حلال جانتے
ہین اور اوسکو اپنے فسق وفجور ولہو ولعب واکل وشرب ناجائز مین صرف کرتے ہین اسجگہ
جو دیکہا گیا تو دینے والا اور لینے والا دونون مرتکب عظائم امور وکبائر ذنوب
ہوتے ہین اور زکوۃ شرعی ہرگز ادا نہین ہوتی ہے اقارب کالعقارب آپ تو ڈوبے
تہے لکن اوس اصل ئم کو بہی لی ڈوبے وراوسپر کچہہ رحم انکو نہ آیا اور نہ وہ مظلوم ظالم تہا

انکی اس بیرحمی کو سمجھا الحاصل یہہ شکایت و حکایت طول و عرض مین مہابھارت
اور قصہ امیر حمزہ یا بوستان خیال سے کچھ کم نہین ہے خلاصہ اس سب کا جو ہم نے کہا
اسیقدر ہی کہ اسلام بالکل غریب ہوگیا ہے نام باقی رہگیا ہے کام والی دنیا
سے چلے گئے اب وہ وقت آتا جاتا ہے کہ نام بھی شاید باقی نرہے اور بعض غربا
جو نام لینے والے ہین وہ منغوض ابناء زمان و منظور و اصحاب دوران ہین فانا للہ
وانا الیہ راجعون اللّٰھم احینا علی الاسلام وامتنا علیہ امین
آج روز جمعہ ۱۲ رمضان شتہ ہجری کو یہہ رسالہ وجیزہ مین انجام کو پہونچا

وَلِلّٰہِ الحمد وَالسّلام علی من اتبع الھدیٰ

تمت